نذر و مَنَّت ماننے کا حکم

کیا مَنَّت ماننے سے حدیثِ پاک میں منع کیا گیا؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:HAB-0191 تاریخ:21-09-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ نذر یعنی منت ماننا جائز نہیں؟ میں نے ایک حدیث پاک پڑھی ہے کہ نذر نہ مانا کرو، نذر تقدیر کو نہیں ٹالتی، اس کے ذریعے تو کنجوس سے مال نکلوایا جاتا ہے۔اس حدیث کے مطابق تو ایسا لگتا ہے کہ نذر ماننا جائز نہیں، برائے کرم اس حوالے سے رہنمائی فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

فی نفسہٖ نذر یعنی منت ماننا جائز ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ رب العزت نے نذر کو پورا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ جو بندے اپنی نذر پوری کرتے ہیں، ان کی تعریف فرمائی۔ نیز سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نذر کو پورا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس کے علاوہ متعدد احادیث میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نذر ماننے کا ذکر بھی موجود ہے۔

رہی مذکورہ حدیث کہ جس میں نذر ماننے سے منع فرمایا، شارحینِ حدیث نے اس کے تین محامل بیان فرمائے ہیں۔

(1) نذر نہ مانو سے مراد یہ ہے کہ نذر کو ہلکا سمجھ کر بات بات پر نذر ماننے کی عادت نہ بنالو، کہیں بعد میں اس کو پورا کرنا مشکل ہو جائے۔

(2) یا مراد یہ ہے کہ صرف نذر کی صورت میں ہی صدقہ و خیرات نہ کیا کرو کہ یہ کنجوس لوگوں کی عادت ہے کہ وہ ویسے عام حالات میں اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات نہیں کرتے، لیکن جیسے ان پر کوئی برائی آتی ہے، اس کے دور ہونے، یا اپنے کسی مقصد کے حاصل ہونے کی منت مان لیتے ہیں، اور جب برائی ٹلتی یا اپنا مقصد حاصل ہوتا ہے، پھر ہی اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں، لہٰذا ان کی طرح نہ بنو بلکہ اس کے علاوہ بھی اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کیا کرو۔

(3) یا مراد یہ ہے کہ بعض کم علم لوگ نذر کے حوالے سے یہ سمجھتے ہیں کہ نذر ماننے سے تقدیر الٰہی بدل جاتی ہے جو نعمت نصیب میں نہیں وہ مل جاتی ہے، جو بلا مقدر میں ہے، وہ ٹل جاتی ہے۔ یہ عقیدہ باطل و مردود ہے اور مذکورہ حدیث میں اسی عقیدے کے ساتھ نذر ماننے سے منع فرمایا ہے، ورنہ اگر یہ عقیدہ نہ ہو، تو کوئی حرج نہیں۔

نوٹ: یہاں نذر کے فی نفسہٖ جائز ہونے کے متعلق بحث تھی۔ باقی اسے پورا کرنا کب لازم ہوتا ہے کب نہیں؟ کونسی نذر جائز ہے، کونسی نہیں؟ نیز نذر شرعی و عرفی کے احکام وغیرہ جاننے کے لیے بہار شریعت حصہ 09، اور فتاوی رضویہ جلد 13 وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن نسائی وغیرہ کتب احادیث میں ہے: ”عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تنذروا، فإن النذر لا يغني من القدر شيئا، وإنما يستخرج به من البخيل“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ بے شک سرکارِ دوعالم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نذر نہ مانا کرو کہ نذر تقدیر کو نہیں ٹالتی، بلکہ اس کے ذریعے تو کنجوس سے مال نکلوایا جاتا ہے۔ (سنن ترمذی، ج03، ص164، رقم الحدیث 1538، دار الغراب الإسلامي، بیروت)
(الصحیح لمسلم، ج03، ص1261، رقم الحدیث 1640، دار إحیاء التراث العربي، بیروت)
(سنن نسائی، ج07، ص16، رقم الحدیث 3805، مکتب المطبوعات الإسلامیہ، حلب)

شرح مشکوۃ للطیبی اور لمعات التنقیح میں ہے، واللفظ للمعات: "ولما كان من عادة الناس أنهم ينذرون لجلب المنافع ودفع المضار، وذلك فعل البخلاء، نهوا عن ذلك، وأما غير البخيل فيعطي باختياره بلا واسطة النذر، ففي النهي عن النذر لهذا الغرض ترغيب على النذر، ولكن على جهة الإخلاص" جب لوگوں کی عادت ہے کہ فوائد کے حصول اور نقصانات سے بچنے کے لیے نذر مانتے ہیں، جو کنجوسوں کا فعل ہے، اسی وجہ سے اس طرح نذر ماننے سے منع کیا گیا، جبکہ جو کنجوس نہ ہو وہ نذر نہ بھی مانے جب بھی اپنے اختیار سے دیتا ہے، لہٰذ مذکورہ غرض سے نذر ماننے سے منع کرنے میں دراصل اخلاص کے ساتھ نذر ماننے کی ترغیب ہے۔
(لمعات التنقیح في شرح مشکاۃ المصابیح، ج06، ص255، دار النوادر)
(شرح مشکاۃ للطیبی، ج08، ص2444، مطبوعہ مکہ مکرمہ ریاض)

شرح مشکوۃ للطیبی اور مفاتیح فی شرح المصابیح میں ہے، واللفظ للطیبی: "معنى نهيه عن النذر إنما هو لتأكيد الأمر وتحذير التهاون به بعد إيجابه، ولو كان معناه الزجر عنه حتى لا يفعل، لكان في ذلك إبطال حكمه وإسقاط لزوم الوفاء به" نذر سے منع کرنے کا مقصد نذر کے معاملے کی تاکید بیان کرنا، اور اس کو لازم کرنے کے بعد اس میں سستی کرنے سے خبردار کرنا ہے، ورنہ اگر نذر سے منع کرنا مقصد ہوتا، کہ نذر مانی ہی نہ جائے، اس میں تو نذر کے حکم کو باطل کرنا، اور اس کو پورا کرنے کے لازم ہونے کو ساقط کرنا ہے۔

(شرح مشكاة للطيبی، ج08، ص2444، مطبوعه مکه مکرمه، ریاض)
(المفاتيح في شرح المصابيح، ج04، ص174، دار النوادر)

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، شرح المصابیح لابن ملك اور شرح مشکوۃ للطیبی

میں ہے، واللفظ للآخر: "أقول: تحريره أنه علل النهي بقوله: فإن النذر لا يغني من القدر ونبه به على أن النذر المنهي عنه هو النذر المقيد الذي يعتقد أنه يغني من القدر بنفسه، كما زعموا. وكم نرى في عهدنا جماعة يعتقدون ذلك؛ لما شاهدوا من غالب الأحوال حصول المطالب بالنذر. وأما إذا نذر واعتقد أن الله تعالي هو الذي يسهل الأمور، وهو الضار النافع، والنذور كالذرائع والوسائل، فيكون الوفاء بالنذر طاعة، ولا يكون منهياً عنه، كيف وقد مدح الله تعالي الخيرة من عباده بقوله جل ثناؤه: ﴿**يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا**﴾، ﴿**نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا**﴾" **ترجمہ: میں کہتا ہوں:** تقریرِ مسئلہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نذر سے منع کرنے کی علت یہ بیان فرمائی کہ نذر تقدیر کو نہیں ٹالتی، لہٰذا یہ علت بیان کر کے تنبیہ فرمادی کہ ممنوع نذر وہ ہے، جو اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ نذر تقدیر کو ٹال دے گی، جیسا کہ کچھ لوگوں نے گمان کیا۔ ہم اپنے زمانے میں کتنے ہی لوگوں کو دیکھتے ہیں، جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اکثر نذر سے اپنی مرادوں کو پورا ہوتا دیکھتے ہیں۔ بہر حال جب اس اعتقاد کے ساتھ نذر مانے کہ اللہ رب العزت ہی معاملوں کو آسان کرتا ہے، وہی نقصان و نفع کا مالک ہے، اور نذریں اس کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں، پھر نذر کو پورا کرنا تو نیکی ہے، ممنوع نہیں اور ممنوع ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے بہترین بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ " وہ اپنی مَنّتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی

پھیلی ہوئی ہوگی ""میں تیرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے۔"

(إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، ج09، ص353، المطبعة الكبرى الأميريه، مصر)

(شرح المصابيح لابن الملك، ج04، ص104، إدارة الثقافة الإسلاميه)

(شرح مشكاة للطيبى، ج08، ص2444، مطبوعه مكه مكرمه، رياض)

شرح النووی علی مسلم میں ہے:"قال القاضي عياض ويحتمل أن النهي لكونه قد يظن بعض الجهلة أن النذر يرد القدر ويمنع من حصول المقدر فنهى عنه خوفا من جاهل يعتقد ذلك وسياق الحديث يؤيد هذا" قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ یہاں پر منع فرمانا اس وجہ سے ہے کہ بعض جاہلین یہ گمان کرلیتے ہیں کہ نذر تقدیر کو ٹال دیتی ہے، اور جو تقدیر میں ہے اس کو ہونے سے بھی روک دیتی ہے، لہٰذا اس سے اس خوف سے منع کیا گیا کہ کہیں کوئی جاہل اس کا اعتقاد نہ رکھ لے اور حدیث کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے۔

(شرح النووى على مسلم، ج11، ص99، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

مذکورہ حدیث کے تحت مرآۃ المناجیح میں ہے:"بات بات پر نذر مان لینے کے عادی نہ بنو کہ پھر نذر پورا کرنا مشکل و بھاری معلوم ہوتا ہے یا نذر میں یہ اعتقاد نہ رکھو کہ نذر سے ارادۂ الٰہی و حکم ربانی بدل جاتا ہے کہ یہ عقیدہ غلط ہے یا صدقہ و خیرات صرف نذر کی صورت میں ہی نہ کیا کرو کہ جب کوئی اٹکا، تو نذر مانی اور کام نکل جانے پر خیرات کی، بلکہ یوں ہی صدقہ کرنے کی بھی عادت ڈالو، لہٰذا یہ نذر سے ممانعت نہیں، بلکہ ان چیزوں سے ممانعت ہے، لہذا یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں جن میں نذر پوری کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ﴾ اور حضرت حنہ کا واقعہ بیان فرمایا ہے: ﴿اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ﴾ اور حضرت مریم کو نذر کا حکم دینا بیان

فرماتا ہے ﴿اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا﴾ صحابہ کرام نے نذریں مانی ہیں، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ”لا تنذروا“ نہی ہے اور نہی حرمت پیدا کرتی ہے، تو چاہیے کہ نذر ماننا حرام ہو اور حرام کا پورا کرنا واجب تو کیا، مباح بھی نہیں ہوتا۔“ (مرأۃ المناجیح، ج05، ص203، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

فتاوی رضویہ میں ہے: ”اللہ عزوجل نے (نذر کو) پورا کرنے کا قرآن مجید میں حکم دیا ہے ﴿وَلۡیُوۡفُوۡا نُذُوۡرَهُمۡ﴾ یعنی مسلمانوں پر لازم کہ اپنی نذریں پوری کریں، نذریں پوری کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے ﴿یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ﴾ نذر پوری کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع نہیں فرمایا، بلکہ اس کی وفا کا حکم دیا ہے۔ بخاری شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے: ”من نذر ان یطیع اللہ فلیطعہ ومن نذر ان یعصیہ فلا یعصہ“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی طاعت الٰہی مثل نماز و روزہ و صدقہ وغیرہ کی منت مانے وہ بجالائے اور جو کسی گناہ کی منت مانے وہ باز رہے۔ ہاں یہ سمجھنا کہ نذر ماننے سے تقدیر الٰہی بدل جائے گی جو نعمت نصیب میں نہیں، وہ مل جائے گی، جو بلا مقدر میں ہے، وہ ٹل جائے گی، یہ اعتقاد فاسد ہے، ایسی ہی نذر سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، حدیث شیخین: ”لا تنذروا، فان النذر لا یغنی من القدر شیأ وانما یستخرج بہ من البخیل“ نذر نہ مانا کرو، کیونکہ نذر تقدیر سے مستغنی نہیں کرتی، سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ نذر کے سبب بخیل سے مال خرچ کرایا جاتا ہے۔“ (فتاوی رضویہ، ج13، ص587، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

05 ربیع الاول 1445ھ/21 ستمبر 2023ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے